ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا واحد اور اکیلا اخبار۔ رجسٹرڈ ایل ۶۰۷

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے عار
خ شمایی عہ سرائے عظام سے
امتیازی قیمت صہر
ایسے اصحاب کے آمدہ گرامی اخبار کے
سرپرستوں کی فہرست میں درج ہونگے
اس کے علاوہ جو کچھ وہ دیں۔
وہ عطیہ تصور ہوگا ؛

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت بیان کرنا۔
(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔
(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا۔
(۴) حضرت باوا نانک کی تعلیم کو سکھ صاحبان میں پہنچانا اور انہیں اسلام کی دعوت دینا ؛
(۵) گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ

نور

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

۱۷ مئی سنہ ۱۹۱۶ء

جلد ۷ | ایڈیٹر محمد یوسف سابق سورن سنگھ وڈوان | نمبر ۱۴

نخامت ۲۴۴ صفحات

سوانحعمری حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ

شروع پیدائش سے نیکوم آخر باوا صاحب کے تفصیلی حالات درج ہیں یہ اس ولی اللہ کی سوانحعمری ہے جس نے آج سے چار صدی پیشتر ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہو کر ہندوؤں کے ان مایہ ناز نقائد۔ اسوید اور پران۔ دیوی دیوتاؤں کے تیرتھ یا مقدس مقامات۔ مورتی پوجا۔ مالا۔ اوتار۔ شالگرام۔ چھوت چھات۔ دیوی دیوتا کی پوجا۔ غرضیکہ ہندوؤں کے کل مسلمہ عقائد کی تردید کی۔ اور برخلاف اس کے توحید۔ کلمہ طیبہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ ملائکہ پر ایمان۔ قیامت پر ایمان وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ مسلمانوں کی کل مسلمہ اور معتبر باتوں کی نہ صرف زبان سے تائید کی بلکہ عملی نمونہ سے اسلام کے ان مسلمہ عقائد پر عمل پیرا ہوئے۔ ایک ایک عقیدہ کے لئے گرنتھ جنم ساکھی اور واراں بھائی گورداس جی ایسی مسلمہ و معتبر کتب حضرت باوا صاحب کے متعدد زبردست اقوال پیش کئے گئے ہیں جنہیں کسی کو ایک حرف کی تردید کی بھی جرأت نہیں پڑی ؛

اس وقت علاوہ پنجاب اور سندھ کے ہندوستان میں بھی حضرت باوا صاحب کے بکھو کہا عقیدتمند ہیں جنہیں یہ سوانحعمری انشاء اللہ تعالیٰ اشاعت اسلام کے لئے بے نظیر ذریعہ ہے۔ اس کتاب کی تیاری کے لئے ہزارہا صفحات پر دیدہ ریزی کرنی پڑی ہے۔ اور کمال محنت شاقہ سے یہ کتاب تیار کی گئی ہے۔

۱۸ × ۲۲ کے سائز پر ۲۴۴ صفحات کی کتاب۔ کاغذ ڈبلی سلکھائی اعلیٰ چھپائی عمدہ۔ باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف

مجلد ۱۴ار ۱۲ار

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور قادیان

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ مظفر الدین صاحب چھپکر شیخ محمد یوسف صاحب کے لئے قادیان سے شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

اخبار نور

قادیان۔ دارالامان۔ ۱۷۔ مئی ۱۹۱۶ء

ویدوں میں تناسخ کی تردید

KHILAFAT LIBRARY

اس وقت ہمارے اور آریہ صاحبان کے درمیان تناسخ کا مسئلہ ایک معرکتہ الآرا مسئلہ ہو رہا ہے۔ ہمارے آریہ دوست یہ کہتے ہیں۔ کہ تناسخ ہے۔ یہ تفریق نیچر تناسخ کا ثبوت ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ تناسخ نہیں۔ اور یہ تفریق نیچر اس کے بید قدرت کا ایک ادنےٰ سا پرتو ہے۔ اگر یکسانیت دنیا میں ہوتی۔ تو تمام سوشل امور درہم برہم ہو جاتے۔ اور یہ کائنات بالکل پلٹ جاتی۔ اور دنیا میں ایک اودھم بپا ہو جاتا۔ اگر بچہ ہوتا۔ تو باپ نہ تھا اگر بوڑھے ہوتے تو جوان نہ تھے۔ اگر امراء ہوتے تو غربا ندارد۔ اگر غربا ہوتے تو امراء ڈھونڈے سے نہ ملتے۔ اگر رجال ہوتے تو نسا ندارد اور اگر نسا تو رجال تلاش کئے نہ ملنے وغیرہ

ہمارے آریہ دوست وید مقدس کو مانتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ویدوں میں تناسخ نہ پایا جاوے۔ اور تناسخ کی صریح تردید ہو۔ تو میرے نزدیک وید پر ایمان رکھنے والے کو مسئلہ تناسخ سے ہاتھ دھو لینے چاہئیں۔ کیونکہ ایک وید کے ماننے والے کو وید سے بڑھ کر اور کوئی سند نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کی اپنی عقل و ادراک اور فہم و فراست سہو اور غلطی کر سکتا ہے۔ مگر وہ کتاب جسے وہ ایشور کی طرف سے سمجھتا ہے۔ وہ بہر حال اس کے نزدیک منزہ من الخطا ہوگی۔ کیونکہ اسکا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ جس سرچشمہ سے یہ کتاب نکلی ہے۔ وہ منزہ من الخطا ہے بہر حال اسطرح سے ہم بغیر کسی تگ و دو اور ادوند کے کے نہایت عمدگی کے ساتھ اس امر کا تصفیہ کر سکتے ہیں۔ اگر ویدوں میں تناسخ کی تائید نہیں ہے۔ اور وید صریح تناسخ کی تردید میں ہیں۔ تو بتلاؤ! کہ ہمارے آریہ دوستوں کے لئے مسئلہ تناسخ سے منہ پھیر لینا کونسی بڑی بات ہے۔ وہ قوم جس نے کم از کم ظاہراً بت پرستی سے اس لئے ہاتھ دھو لئے۔ کہ ان کے خیال میں ویدوں میں بت پرستی کا ذکر نہیں ہے۔ تو جب ان کے سامنے اس امر کو بادلائل پیش کیا جائیگا۔ کہ ویدوں میں تناسخ کا بھی کہیں نام و نشان نہیں ہے۔ تو میرا خیال ہے۔ کہ کم از کم ہمارے آریہ دوست ضرور مسئلہ تناسخ سے منہ پھیرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ ہاں البتہ یہ بات روک ہو تو ہو۔ کہ یہ بات محمد یوسف کی بجائے دوارکا ناتھ کے منہ سے نکلنی چاہیئے تھی۔

مگر پیارو! جو امر میں اسوقت پیش کروں گا۔ وہ محمد یوسف کی طرف سے نہیں۔ بلکہ مقدس کی طرف سے ہے۔ اسکا ترجمہ محمد یوسف نے اپنے مفید مطلب نہیں بنایا۔ بلکہ وہ ترجمہ شری سوامی دیانند صاحب کا ہے۔ البتہ میں تو صرف شری سوامی دیانند صاحب کا ترجمہ آپ تک پہنچانے والا ہوں اور بس۔

شری سوامی دیانند صاحب یجروید ادھیائے ۳۹ کے ۷ منتر کا ترجمہ یہ کرتے ہیں۔

"اے انسانو! اس جیو کو جسم چھوڑنے کے پہلے دن سورج دوسرے دن اگنی تیسرے دن وایو چوتھے دن آدیتہ پانچویں دن چاند چھٹے دن پرتھو ساتویں دن پران آٹھویں دن سوترآتما وایو۔ نویں دن نیر پران۔ دسویں روز ادان۔ گیارہویں دن بجلی اور بارہویں روز تمام اتم گن پراپت ہوتے ہیں"۔

پیارو! بتلاؤ۔ کہ جسم چھوڑنے کے بعد روح نے سورج۔ چاند۔ اگنی۔ وایو۔ بجلی وغیرہ غرضیکہ جسقدر اعلیٰ اور افضل نعمتیں ہیں۔ روح نے ان سب نعمات اور برکات کو حاصل کر لیا۔ پیارو! غور کرو۔ کہ ان برکات اور نعمات کو حاصل کرتی ہوئی روح کسطرح پھر دوبارہ اس دنیا میں آکر شجر و حجر وغیرہ بن سکتی ہے۔ جب روح نے بتدریج تمام اعلیٰ اور افضل برکات اور نعمتوں کو کماحقہ حاصل کر لیا۔ تو وہ کسطرح اس رحمت سے الگ ہو کر زحمت کی طرف رجوع کرے گی۔ یہ ایک معقول اور قابل غور سوال ہے۔ جسپر ہمارے آریہ دوستوں کو ضد اور ہٹ کو بالائے طاق رکھ کر غور و خوض سے کام لینا چاہیئے۔

اسی پر ہی اکتفا نہیں ہے۔ پھر آگے چلکر سوامی دیانند صاحب یجروید ادھیائے ۹ سے ۸ منتر میں فرماتے ہیں۔

"مردہ جیو ہردے روپی۔ اعضار سے آگ کو ہردے کے اوپر کے حصہ سے بجلی کو تمام ہردے کے اعضاؤں سے پرمیشور کو جگر سے پرمیشور کو۔ جگہ سے پرمیشور کو ہردے کے ادھر اُدھر کے اعضاؤں سے وگیان یکت پرمیشور کو کردھ سے۔ اندرونی اعضا کے وگیان سے مہادیو پرماتما کو۔ آنتوں سے راجہ کے مانند نھوڑی والے شخص کو پیٹ کے مانس کے دو پنڈوں سے جاننے کے لائق اشیاء کو پراپت ہوتا ہے"۔

اب جائے غور ہے۔ کہ ایک جسم سے الگ شدہ روح یا جیو نے آگ اور بجلی گیان اور وگیان اور سب سے بڑھ کر پرمیشور کو بھی حاصل کر لیا۔ اب بتلاؤ۔ کہ اور کونسی بات حاصل کرنی والی باقی رہ گئی۔ سب سے بڑھ کر پرمیشور پراپتی یا حصول باری تعالےٰ یا وصال ایزدی ہے۔ جب یہ اعلیٰ معراج بھی روح نے حاصل کر لیا۔ تو اور باقی کیا حاصل کرنے والا رہ گیا۔ اور وصال باری کے بعد جو روح کی انتہائی ترقی کا اعلیٰ سے اعلیٰ مقام ہے۔ جب روح نے وہ بھی حاصل کر لیا۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ روح دوبارہ اس دنیا میں آئے۔ اور آکر حیوانات و نباتات وغیرہ بنے۔ کیونکہ روح کا دوبارہ اس دنیا میں آنا اور شجر و حجر وغیرہ یا حیوانات کے قالب میں حلول کرنا یہ اس امر کی صریح دلیل ہے۔ کہ اس روح میں کوئی نقص رہ گیا ہے۔ جس کے لئے وہ دوبارہ اس دنیا میں آکر شجر و حجر اور حیوانات کے قالبوں سے گذریگی۔ مگر پیارو! جب ایشور ملاپ حصول باری وصال ایزدی کے بعد بھی روح کا نقص دور نہ ہوا۔ تو حیوانات کے قالب میں آکر روح کا نقص کیسے دور ہو سکتا ہے۔ اول تو ایشور ملاپ ہی اس امر کی صریح دلیل ہے۔ کہ وہ روح نقص سے

KHILAFAT LIBRARY

پاک ہو کر یا نقص سے پاک کی جانے کے بعد ایشور سے ملی۔ جو روح ایشور سے ملی۔ قیاس۔ عقل۔ ادراک فہم و فراست اس امر کو چاہتا ہے۔ کہ وصال باری کے بعد وہ روح اپنے گیان اور معرفت تامہ میں زیادہ سے زیادہ ترقی کرے۔ کیونکہ ایشور بذات خود پوتر پاک مطہر اور اقدس ہے اور اقدس سے ملکر کوئی چیز قدسیت اور پاکیزگی ہی حاصل کرے گی۔ اور جسقدر پاکیزگی حاصل کرے گی۔ اسیقدر اس کے گیان اور روحانی مدارج میں ترقی ہوگی۔ مگر برخلاف اس کے آریہ سماج ہمارے سامنے یہ اصول رکھتا ہے۔ کہ باوجود وصال باری کے پھر وہ روح بلاوجہ اور بلا سبب دوبارہ اس ارضی دنیا میں آکر عنجر اور حیوانات کے قالب سے گذرے گی۔ جو صریح خلاف ادراک و فہم ہے۔ کیونکہ یہ سوال پیدا ہوتا اور کیا جا سکتا ہے۔ کہ ایشور کے ملاپ کے بعد روح میں کیوں ایسا نقص پیدا ہوا جس کی وجہ سے وہ دوبارہ اس دنیا میں لوٹائی جائیگی۔ اور وہ نقص کہاں سے آیا۔ کیا وصال باری سے۔ تو یہ ناممکن۔ کیونکہ ہمارے اور ہمارے آریہ دوستوں کے درمیان یہ امر متفق علیہ اور مشترک مابین فریقین ہے۔ کہ ایشور سے بڑھکر اور کوئی پاک اور مقدس نہیں ہے۔ اور اس کے ملاپ سے تقدیس اور طہارت بڑھیگی۔ اگر روح میں پہلے دس درجہ گیان ہے تو وصال ایزدی کے بعد وہ سو گنا ہو جائیگا۔ تو کیا گیان کے بڑھنے۔ تقوے و طہارت میں ترقی کرنے کا یہی نتیجہ ہونا چاہئے تھا۔ کہ وہ روح بجائے اعلیٰ اور غنی امکان پر پہنچنے کے پھر دوبارہ اس دنیا میں لوٹائی جاکر نباتات اور حیوانات کے قالبوں سے گذرتی۔ یہ امر عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی۔ کیونکہ اس سے اللہ تعالےٰ کی ذات پر حرف وارد آتا ہے کہ جس کے ملاپ یا زیارت یا وصال کے بعد روح بجائے روحانی مدارج میں ترقی کرنے کے پھر اس سفلی دنیا میں لوٹائی جاتی ہے۔ غرضیکہ ویدوں کے فرمان کے مطابق تناسخ قطعی باطل ٹھہرتا ہے۔

اس کے بعد اگر ہم عقلی دلائل سے بھی کام لیں۔ تو بھی تناسخ کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ اور تناسخ ایک ایک روکی طرح باطل ہو جاتا ہے ؛

"تناسخ کے عقیدہ تمند تناسخ کے ثبوت کے لئے اگر کوئی بڑی سے بڑی دلیل دے سکتے ہیں۔ تو وہ یہ ہے۔ کہ بغیر تناسخ کے انصاف نہیں ہو سکتا۔ اب ہم تناسخ اور انصاف کو لیتے ہیں۔ کہ کیا آریہ سماج کے اصول واقعی ایسے ہیں۔ جو ہر طرح اور ہر شعبہ میں انصاف اور عدل پر مبنی ہوں۔ سب سے پہلے ہم آدسرشٹی یا آفرینش دنیا پر ویدک نکتہ خیال سے نظر ڈالتے ہیں۔ تو سوامی دیانند کا عقیدہ ہماری اسطرف رہنمائی کرتا ہے۔ کہ آدسرشٹی میں چار رشی پیدا ہوئے۔ اور ان پر چار ویدوں کا الہام ہوا یا ان پر چار وید نازل ہوئے ؛

اب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ آدسرشٹی میں جو چار رشیوں کو الہام ربانی یا ویدک گیان سے کما حقہ سرفراز فرمایا گیا۔ وہ کس انصاف کی بنا پر۔ جب دنیا کے پہلے کچھ تھا ہی نہیں۔ اور جنم (پیدائش) پھل (نتیجہ) ہے کرم (افعال) کا۔ تو خدا ہمیں بتلاؤ۔ کہ یہ چار رشی جو اسقدر پسندیدہ اور مقبول ٹھہرے۔ کہ جنپر ویدوں کا انزال ہوا ان کو کس انصاف کی بنا پر منتخب کیا گیا اگر آپ کہیں کہ ایشور کی مرضی۔ تو پیارو! یہ ترجیح بلا مرجح انصاف نہ رہا۔ جیسا آپکے تناسخ کی بنیاد ہے اگر آپ کہیں کہ دور تسلسل۔ تو دوستو! شری سوامی دیانند صاحب اسکی بھی تردید فرماتے ہیں۔ چنانچہ آپ رگ وید بھاش بھومکا کے صفحہ ۲۶ میں فرماتے ہیں۔

"معلول جو علت سے پیدا ہو کر وجود میں آتا ہے۔ اسکو فانی کہتے ہیں۔ کیونکہ پیدا ہونے سے پہلے وہ نہ تھا اور جو کسی شے کا معلول نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ حالت علت میں قائم رہتا ہے۔ اس کو غیر فانی کہتے ہیں۔ ویشیشک درشن ادھیائے ۴ پاد ۴ سوتر ۲ جو شئے اتصال سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ فاعل کی محتاج ہوتی ہے۔ اور اگر فاعل کو بھی اتصال سے پیدا ہوا مانیں۔ تو یہ نتیجہ نکلیگا کہ اس کا بھی کوئی دوسرا فاعل ہے۔ اسطرح متواتر سلسلہ بندی سے تو دور تسلسل لازم آتا ہے" ؛

پھر سوامی صاحب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۵۲ میں فرماتے ہیں۔

"اگر بیل لگنے کے باعثوں سے بیل کا لگنا مانتے ہو تو کمت جیو کا سنسار اور سنسار جیو کا مکت ہونا ضرور ماننا پڑے گا۔ کیونکہ جسطرح تدبیر یا سبب سے بیل چھوٹتی ہے۔ اسی طرح سبب سے بیل لگ بھی جائیگی اس لئے جیو کا ہونا بندھ اور مکت ہونا پرماتما سے انادی مانو۔ تسلسل انادی نہیں"۔

گویا اس جگہ سوامی دیانند صاحب دور تسلسل کی صریح نفی فرماتے ہیں۔ اس کے لئے کپل منی اور ویشیشک درشن کو بھی تائید میں لیتے ہیں ؛

اب سوال یہاں آکر یہ رہ جاتا ہے۔ کہ آدسرشٹی میں جو رشی پیدا ہوئے۔ جن پر ویدوں کا گیان نازل ہوا۔ وہ اسقدر مقبول اور پسندیدہ قرار پائے۔ اس کی کیا وجہ تھی۔

اور پھر جو رشی آدسرشٹی میں پیدا ہوئے۔ ان کے قیام اور بقار کے لئے نباتات اور دودھ کے لئے گائے بھینس وغیرہ کا ہونا بھی ضروری اور لازمی تھا۔ کیونکہ بغیر اس کے انسانی بقار قطعی ناممکن ہے۔ اگر کوئی پاپ کہے۔ تو پھر وہ نباتات اور حیوانات بنے۔ تو پھر انسانی زندگی کا گذارہ ہو۔

سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۳۶ میں منو ۱۲۔ ۴ کے حوالہ سے فرماتے ہیں ؛

"جو نہایت درجہ کے تموگنی ہیں۔ وہ نہ چلنے والے درخت نباتات۔ پھپھلی۔ مویشی۔ مرگ کا جنم پاتے ہیں اور اوسط درجہ کے تموگنی وہ ہاتھی گھوڑا شودر ملیچھ وغیرہ بنتے ہیں" ؛

اب یہ امر تو صاف اور واضح ہے۔ کہ کوئی گناہ کرے تو پھر وہ نباتات اور مویشی بنے۔ تاکہ لوگ اناج کھا کر اور دودھ پی کر اپنی زندگی کو قائم رکھ سکیں۔ کیونکہ ان چیزوں کے بغیر انسانی حیات قطعی ناممکن ہے یا دوسرے الفاظ میں یہ کہنا چاہیئے۔ کہ دودھ اور اناج کا ہونا انسانی زندگی کے لئے لازم و ملزوم ہے ؛

اب آریہ صاحبان پر یہ سوال ہے۔ کہ جب آدسرشٹی میں پہلے چار رشی آتپت ہوئے۔ تو ان کی بقار زندگی کے لئے گائے بھینس دودھ کے لئے بھی ضرور ہوگی۔ کھانے کے لئے اناج بھی ضرور ہوگا۔ اور ان

چیزوں کی پیدائش نہیں ہو۔ جب بقول سوامی دیانند صاحب اور منوجی مہاراج کوئی دنیا میں اونے قسم کے گناہ کرے تو اب آریہ سماج پر یہ سوال ہے۔ کہ آدسرشٹی میں جب کچھ تھا ہی نہیں۔ تو جن ارواح کو نباتات یا مویشی کی جون میں ڈالدیا گیا۔ تو ان کے کن جرموں کی پاداش میں۔ اور اگر آپ یہ کہیں۔ کہ صرف ان چار رشیوں کی بقاء زندگی کے لئے۔ تو پیارو! یہ تصریح بلا موجح ہے ؛ اور اس میں ایشور کا انصاف کہاں گیا۔ جسپر تناسخ کی بنیاد قائم ہے۔ امید کہ کوئی آریہ دوست اس سوال پر واجبی روشنی ڈالیگا ؛

علاوہ ازیں قابل غور یہ سوال ہے۔ کہ ارواح اور مادہ خود بخود ہیں۔ ایشور کا پیدا کرنے میں ان پر کوئی حق نہیں ہے۔ جن چیزوں کو ایشور نے پیدا نہیں کیا پھر ان پر حکمران کیوں ہے۔ میں نے نہ میز کو بنایا۔ نہ اسپر قیمت خرچ کی۔ تو پھر میرا میز پر قبضہ کرنے کا کیا حق ہے بن نے نہ زید کے گھر کو بنایا۔ اور نہ اس پر قیمت خرچ کی۔ پھر اسپر قبضہ کرنا چہ معنے دارد ؛

بن نے نہ کرسی کو بنایا۔ نہ اسپر دام خرچ کئے۔ پھر اسپر قبضہ کرنے سے کیا واسطہ۔ غرضیکہ جن چیزوں کو بن نے بنایا نہیں۔ اسپر قبضہ کرنیکا بھی میرا کوئی حق نہیں ہے ؛

پیارو! جب ارواح اور مادہ کو ایشور نے پیدا نہیں کیا۔ تو اس پر حکومت کیوں کی جاتی ہے۔ اور اسطرح حکومت کرکے کیا ایشور اپنے انصاف اور عدل کو قائم رکھ سکتا ہے۔ امید کہ کوئی آریہ دوست اس امر کا مدلل جواب دیگا ؛

اگر آپ کہیں۔ کہ مختلف اقسام کی چیزوں میں جو اختلاف ہے۔ وہ پچھلے جنم کے اعمال ناقصہ اور کاملہ پر شاہد ہے۔ تو پیارو! یہ بات بھی درست نہیں بیٹھتی ؛

مادہ غیر مدرک اور ہمیشہ کے لئے سورگ یا نجات سے محروم۔ روح ذی ادراک دکھ و سکھ کے مزے لیتی مگر نجات دائمی سے محروم۔ بتلاؤ! اب مادہ نے کون گناہ عظیم کیا۔ جس کی پاداش میں وہ غیر مدرک بنایا گیا سکھ اور آرام نجات سے قطعی محروم اور ہمیشہ کے لئے ترک میں رکھا گیا۔ روح نے کونسے کرم کئے۔ جس کے لئے وہ ذی ادراک بنی۔ اور دکھ و سکھ کا مزا چکھا۔ اور نجات کو حاصل کیا۔ ہیرا کی کنی کونسے اعلیٰ درجہ کے اعمال صالحہ بجالائی۔ جس کی پاداش میں وہ احرام شاہی کے لئے جینے کے کان اور ماتا کی زینت بنی۔ پیارو! ابتلاؤ پتھر بچھانے نے کونسا بڑا کرم کیا۔ جس کے لئے مٹی کی بنیادوں میں اسکا سر کوٹا گیا ؛

باغ والی زمین کونسے اعمال صالحہ بجالائی۔ جس کے لئے اسپر فرش زمرد بچھا۔ پاخانہ والی زمین نے کون سے پاپ کئے۔ جس کے لئے وہ ہمیشہ خاکروب کے جھاڑو کی مار کھاتی رہی۔ کیا کوئی آریہ دوست اس پر روشنی ڈالے گا ؛

KHILAFAT LIBRARY

اب کہا جاتا ہے۔ اعلیٰ پن اور اعمال حسنہ کے بجا لانے سے انسان راجہ مہاراجہ بن جاتا ہے۔ ٹھیک درست سر آنکھوں پر۔ آؤ! اب ہم ذرا اس کی معقولیت یا عدم معقولیت پر غور و خوض سے کام لیں۔ اگر راجہ کی پدوی واقعی اعمال صالحہ کا نتیجہ اور ثمرہ تھی۔ تو کیوں راجہ پرتھوی نے راج سنگھاسن پر لات ماری۔ کیوں عارف بدھ نے تخت شاہی سے دوری اختیار کی۔ پھر آپکے ہاں تو یہ مثل مشہور ہے۔ **تیوں راج رجوں نرک** ؛

یعنی عبادت الٰہیہ سے حکومت اور حکومت سے خدا سے بُعد و دوری۔ بتلاؤ! اگر نیک کاموں کا ثمرہ راج ہے تو راج کا ثمرہ آپکے ہاں خدا سے دوری بتلایا گیا ہے وہ چیز جس کے حصول سے انسان قرب الٰہی سے دور اور دور چلا جائے۔ تو خدارا ذرا اس امر کو واضح کیا جاوے کہ ایسی پدوی یا درجہ کے حصول کے لئے انسانی قلب میں کسطرح اور کیسے جوش یا خواہش پیدا ہو سکتی ہے ؛

اور اگر اعمال صالحہ کا نتیجہ مہاراجہ بننا ہے۔ تو آخر آریہ صاحبان میں خدا کے فضل سے بہت سے اصحاب اعمال صالحہ بجا لاتے ہونگے۔ اور اگر وہ شری سوامی دیانند صاحب کے کلیہ کے مطابق راجہ مہاراجہ بنے۔ تو اس وقت آریہ راجہ مہاراجہ مفقود ہیں۔ زیادہ تر آریہ راجہ مہاراجہ ہیں۔ تو پیارو! ایسے اعمال صالحہ کے بجالانے کا کیا فائدہ۔ جس سے انسان آریہ سے انا آریہ بن جائے اور بجائے ویدوں کے کسی اور کتاب کا متبع نہ رہے۔ کیا کوئی آریہ دوست اس سوال پر توجہ کرے گا ؛

دنیا میں دو قسم کی چیزیں پائی جاتی ہیں۔ ایک ساخت دوم ساخت یافتہ۔ ساخت یافتہ کے تین حصص ہیں۔ انسان۔ حیوان۔ نباتات۔ آریہ سماج کے نکتہ خیال سے ان ہر سہ قسم مخلوق میں روح یکساں ہے۔ یعنی جیسی روح نباتات میں ہے ویسی حیوانات میں۔ ویسی انسان میں۔ روح ذی ادراک عقلی اور ذاتی تمیز سے ممتاز ہے مادہ بغیر عقل و تمیز کے ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ روح جب نباتات میں ہے۔ تو اس میں جس کا مادہ مفقود ہے۔ جب حیوانات میں جاتی ہے۔ جس تو ہے۔ مگر شعور ندارد۔ اور جب انسان میں جاتی ہے۔ تو پھر ذی شعور ہونے کے علاوہ ذی کمال بھی بن جاتی ہے۔ حالانکہ روح یکساں ذی شعور اور ذی فہم مانی گئی ہے ؛

تو پھر کیا وجہ ہے کہ نباتات اور حیوانات میں شعور انسانی کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا۔ و دریں حال یہ کسطرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ انسانی روح حیوانی یا نباتاتی قالب میں گئی۔ جبکہ کوئی اشارہ اور کنایہ بھی اس کی تصدیق کے لئے ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے ؛

علاوہ اس کے اگر حیوانی یا نباتاتی قالب بطور سزا کے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ حیوان یا نباتات کو یہ نہیں بتلایا جاتا۔ کہ یہ تمہیں تمہارے فلاں گناہ کی سزا مل رہی ہے۔ یہ ضروری امر ہے۔ کہ جب تک کسی کو کسی کے گناہ وغیرہ سے متنبہ نہیں کیا جائیگا۔ اس کی اصلاح قطعی ناممکن ہے۔ کیونکہ اُسے یہ کسطرح معلوم ہو سکیگا۔ کہ جو سزا اسوقت مجھے دی جا رہی ہے۔ درحقیقت یہ میرے فلاں گناہ کا خمیازہ ہے۔ اسوقت جبکہ دنیا میں کوئی گورنمنٹ بدوں قصور تبلائے کسی کو سزا نہیں دیتی۔ تو اس احکم الحاکمین کے متعلق کسطرح وہم و گمان تک ہو سکتا ہے کہ وہ سزا تو اس لئے دے۔ کہ آئندہ کے لئے انسان سے ایسا قصور سرزد نہ ہو۔ مگر وہ قصور تبلایا نہ جائے۔ یہ حیرانی و تعجب و حیرت کی جا نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا کوئی آریہ دوست اس امر پر روشنی ڈالیگا ؛

KHILAFAT LIBRARY

علاوہ اس کے ایک مزے کی بات اور ہے۔ کہ جب روح کو ذی ادراک باشعور تسلیم کیا گیا ہے۔ اور یہ صفات ازلی سے ہی اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ روح اور شعور لازم و ملزوم ہے۔ جسطرح سورج اور روشنی آگ اور حرارت لازم ملزوم ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ جب روح شجر و حجر میں جاتی ہے۔ تو اس شعور کا کہیں نام و نشان نہیں رہتا۔ اور علاوہ اس کے جو چیز خود بخود ہوگی۔ وہ اپنی بقاء کے لئے کسی کی محتاج نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خود بخود ہونے والی چیز کبھی اپنے آپ میں نقص روا نہیں رکھیگی۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ روح اپنی بقاء کے لئے خدا کی محتاج ہے۔ روح کی احتیاج اس امر کو ظاہر دیا ہر کرتی ہے۔ کہ روح مخلوق ہے۔ خود بخود ہرگز نہیں۔ روح گیان و معرفت حاصل کرنے کے لئے ایشور کی بہت زیادہ محتاج ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے۔

یا ایھا الناس انتم الفقرآء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید۔ ۶/۱۴ ع ۲

روح کا مدت سے زیادہ گیان کے لئے محتاج ہونا یا اس امر کی صحیح دلیل ہے۔ کہ روح خود بخود نہیں ہے۔ تناسخ کی تائید کے لئے بڑے سے بڑا سوال یہ کیا جاتا ہے۔ کہ دنیا میں تفرقہ کیوں ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ایک تو تندرست پیدا ہوتا ہے۔ اور دوسرا بیمار وغیرہ۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ روح تو خلاصہ عناصر ہے۔ یا عناصر سے روح کو خاص تعلق ہے جس قسم کے عناصر ہوں گے۔ ویسا ہی اسکا نتیجہ ہوگا سنن الٰہیہ یا قانون قدرت کو توڑنے سے یہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ جب قانون قدرت اور سنن الٰہیہ میں یہ امر تسلیم شدہ ہے۔ کہ گندم کے بونے کا وقت کاتک کا مہینہ ہے۔ دھان کے بونے کے لئے برسات کا موسم ہے تو جو آدمی ان اصولوں کو توڑے گا۔ اور بجائے کاتک کے اگہن وغیرہ کے مہینہ میں گندم بوئیگا۔ اول تو وہ گندم پیدا ہی نہ ہوگی اگر ہوگی بھی تو خراب اور کمزور۔ گویا اسکا پیدا ہونا یا نہ ہونا یکساں ٹھہریگا۔

اب اگر کوئی کسان اس امر پر اعتراض کرے۔ کہ جس نے کاتک کے مہینہ میں گندم بوئی وہ تو اچھا پھل لائے۔ اور میں نے جو پوس یا ماگھ کے مہینہ میں گندم بوئی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ میری گندم خراب اور بے ثمر رہی۔ تو ایسے کسان کا اعتراض بالکل بے فائدہ اور لغو ہوگا۔ کیونکہ اس نے قانون قدرت کو توڑا۔ قانون قدرت نے اس کو اسکا پھل دیا۔ یہی حالت ہے لنگڑے اور تندرست بچے ہونے کی۔ اس کے اسباب عناصر ہیں۔ جس قسم کے عناصر پیدا کئے گئے۔ اُسی قسم کا پھل پیدا ہوا۔

اور پھر کم از کم آریہ تو تفرقہ کا سوال پیدا کر ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کے ہاں تو ارواح ستتر۔ ۷۷ آنادی مانی گئی ہیں۔ جس جگہ ارواح کا دل چاہا۔ وہ جگہ ارواح نے اپنے لئے پسند کر لی۔ اس میں اعتراض کونسا۔ یہ سوال روح سے کرو جس نے آزاد ہو کر اپنے لئے ایسی جگہ پسند کی۔

یہ کہنا کہ جسقدر آرام اور سکھ وغیرہ ہیں۔ دراصل پچھلے جنم کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ یہ صریح خلاف واقعہ اور بعید از عقل ہے۔ ہوا پانی۔ آگ۔ برق۔ بارش چاند۔ سورج۔ تارے۔ یا وہ غرضیکہ جسقدر اشیاء ضروریہ پائی جاتی ہیں۔ جن کے بغیر انسانی زندگی محض بیکار اور عضو معطل یا زیست ناممکن ہے۔ اب فرمایئے کہ یہ چیزیں پہلے تھیں۔ یا انسان۔ اس کی آسان سے آسان یہ دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ ماں پہلے تھی یا بچہ۔ بچہ کی پرورش کے لئے جسطرح ماں کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح انسانی بقاء کے لئے آگ ہوا پانی وغیرہ کا پہلے ہونا بھی از بس ضروری اور لازمی ہے۔

اب ایک مزے کی بات اور دیکھئے۔ کہ یہ سب چیزیں تو انسان کی خادم یا انسان کے آرام اور سکھ کے لئے پیدا کی گئیں۔ اب خدا را بتلائیے۔ کہ انسان ان چیزوں کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ گویا انسان تو محض ان چیزوں کے لئے بے کار اور عضو معطل ہے۔ تو پھر کیا خدا نے انسان کو محض بیکار پیدا کیا۔ یہ عجوبہ اور لطیفہ روزگار کسی صرف کا نہیں۔ ہرگز ہرگز یہ بات نہیں بلکہ انسان عبادت الٰہیہ کے لئے پیدا کیا گیا اور عبادت الٰہیہ اسوقت تک ہو نہیں سکتی۔ جب تک انسانی بقاء اور زندگی کے لئے ہوا۔ پانی۔ آگ۔ زمین وغیرہ نہ ہو ان چیزوں کا وجود پہلے اور انسان مابعد۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے:

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ اندادا

یعنی اے لوگو اپنے رب کے فرمانبردار ہو جاؤ۔ جس نے تم کو اور تمہارے پہلوں کو بنایا۔ اور فرمانبرداری کا یہ فائدہ ہوگا۔ کہ تم دکھوں سے نجات حاصل کرو گے۔ اسی رب نے زمین و آسمان کو تمہارے آرام کے لئے بنایا۔ پھر بادلوں سے پانی اتارا۔ اور اس سے کئی قسم کے پھل اور اناج پیدا کئے۔ خبردار اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت بنائیو۔

پھر فرمایا۔ ماخلقت الجن والانس الا یعبدون۔ یعنے جن و انس تو صرف اس لئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کریں۔ خیال فرمایئے۔ کہ انسانی پیدائش کی علت غائی کو قرآن کریم نے کسطرح واضح اور مبرہن کر کے فرمایا۔ اور پھر ان سکھ دینے والی اشیاء جن کے بغیر انسانی زیست قطعی محال ہے۔ ان کی موجودگی کی وجہ بھی فرما دی۔ مگر یہ باتیں وید مقدس ہمارے سامنے نہیں رکھتا۔ اس کے برخلاف ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۸ سطر ۳ میں شری سوامی دیانند صاحب فرماتے ہیں:

کہ عورت و مرد کی پیدائش کا یہی مدعا و علت ہے کہ دھرم سے یعنی وید کے حکم کے مطابق بیاہ یا نیوگ سے اولاد پیدا کریں۔

قطع نظر اس کے سب ساتنی۔ سکھ۔ برہمو۔ آریہ اور مسلمان وغیرہ اس امر پر متفق ہیں۔ کہ خدا نے انسان کو بندگی کے لئے پیدا کیا۔ تو بندگی کے لئے ہوا۔ پانی اناج کا ہونا ضروری ہے۔ پیارو! خدارا غور کرو۔ کہ بغیر اس کے ہماری زیست منقطع۔ یہ چیزیں ہمارے فرض منصبی یعنی عبادت کے لئے از بس ضروری۔ اور پھر یہی چیزیں ہیں مزدوری میں بھی دی جاویں۔ یہ اس دیالو کرپالو اور رحمٰن۔ رحیم پر کسقدر حرف رکھنے والی بات ہے

KHILAFAT LIBRARY

شلاً ہمارے فرائض منصبی کے لئے آنکھوں کی بینائی ضروری ہے قوت شنوائی ضروری ہے ۔ قوت حافظہ ضروری ہے ۔ ادراک ضروری ہے ۔ احساس ضروری ہے ۔ ایک طرف تو یہ چیزیں فرائض منصبی کے لئے ضروری ٹھہریں ۔ اور پھر دوسری طرف یہ کہنا کہ یہ معاوضہ ادکام کی مزدوری یا پچھلے جنم کا پھل ہے یہ فلسفہ انسانی فہم و فراست سے باہر ۔

شلاً ایک تار بابو کے فرائض کے لئے ضروری ہے آلہ تار ۔ مگر یہ آلہ تار اگر اُسے مزدوری میں دیا جاوے تو خدارا بتلاؤ ۔ وہ اپنے فرض یا ڈیوٹی یا تار کو کس طرح ادا کریگا ۔ ایک ریلوے گارڈ کے فرائض منصبی کے لئے ضروری ہے سیٹی مزدوری ہے جھنڈی ۔ اب اگر یہ کہا جاوے کہ پہلے تم گارڈ کا کام کرو ۔ پھر تمہیں یہ سیٹی اور جھنڈی وغیرہ دی جاوے گی ۔ خدارا بتلاؤ ۔ کہ یہی چیزیں فرائض منصبی میں شامل اور پھر یہی مزدوری ہیں ۔ یہ امر ادراک و فہم سے باہر ۔

پیارو ایک انجینئر کے فرائض کے لئے ضروری ہے آلہ لیول اور ٹھیوڈولائیٹ وغیرہ ۔ اب اگر اُسے یہ کہا جاوے کہ پہلے تم انجینئری کا کام کرو ۔ پھر اس کے بعد تمہیں ٹھیوڈولائیٹ اور لیول وغیرہ کا آلہ دیا جائیگا ۔ خدارا آپ غور کریں ۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ کہ وہ چیزیں ان کے فرائض منصبی کے لئے لازمی ٹھہریں ۔ اور پھر وہی چیزیں ان کی مزدوری میں دی جاویں ۔ یہ امر عقل و قیاس سے باہر ۔

ایک منشی کو کہا جاتا ہے ۔ کہ تم تحریر کا کام کرو ۔ مگر نہ تو اُسے کاغذ دیا جاتا ہے ۔ اور نہ قلم دوات ۔ اُسے یہ کہا جاتا ہے ۔ کہ اگر تم لکھو گے ۔ تو پھر یہ چیزیں تمہیں مزدوری میں دی جائیں گی ۔ اب خدارا غور فرماویں ۔ کہ یہ اشیاء اس کے فرائض منصبی میں شامل ہیں ۔ اور اس کے لئے اُسے یہ کہا جاتا ہے ۔ کہ اگر تم لکھو گے ۔ تو پھر تمہیں یہ چیزیں دی جائینگی یہ امر خیال و وہم و گمان سے دُور اور دُور رہے ؛

اسطرح کے ساتھ آریہ سماج یہ کہتا ہے ۔ کہ پانی ۔ ہوا ۔ اناج ۔ دودھ وغیرہ انسان کو اعمال صالحہ بجا لانے کی وجہ سے دیئے گئے ہیں ۔ اب یہی چیزیں ہیں ۔ جو انسان کی بقاء زندگی اور اس کے فرائض منصبی کے لئے ضروری ہیں اور اب یہی چیزیں اُسے اُس کی مزدوری میں دیجاتی ہیں

وہم و گمان فہم و فراست ۔ سوچ و بچار فکر و تدبر ۔ غور و خوض سے یہ امر باہر اور قطعی باہر ہے ؛

اور پھر اس سے بھی بڑھ کر جو اس امر کے ماننے میں سب سے بڑھ کر نقص لازم آتا ہے ۔ وہ اس سے کہیں زیادہ ہے ۔ اور اسکا تصور کرتے ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ وہ کیا کہ اس دنیا کے بقاء اور قائم رکھنے کے لئے گناہوں کی اشد ضرورت ہے ۔ اگر کوئی گناہ کرے ۔ تو وہ اس دنیا میں جا کر گیہوں ۔ جو مٹر ۔ چنے وغیرہ بنے ۔ جس کو ہم کھائیں ۔ اور ہماری زندگی قائم رہے ۔ اگر کوئی گناہ کرے ۔ تو وہ ببول شیشم اور دیار وغیرہ بنے ۔ جس کو ہم کاٹیں اور مکان بنائیں ۔ اس میں آرام کریں ۔ اور ہماری زندگی قائم رہے ۔ کوئی گناہ کرے ۔ تو دوسرے جنم میں جا کر گائے اور بھینس وغیرہ بنے ۔ ہم دودھ پئیں اور ہماری زندگی قائم رہے ۔ کوئی گناہ کرے ۔ تو وہ اگلی دنیا میں گھوڑا وغیرہ بنے ۔ تو پھر ہم اس پر سواری کر کے آرام و آسائش حاصل کریں ۔

غرضیکہ اگر ہم تناسخ کے عقیدہ کو مان لیں ۔ تو دنیا میں گناہ کا ہونا لازمی اور ضروری ٹھہرتا ہے ۔ جس کے بدوں یہ دنیا کا سلسلہ ایک منٹ بھی قائم نہیں رہ سکتا ۔ پیارو ! وہ عقیدہ جس کے قیام کے لئے گناہوں کا کرنا لازمی اور ضروری ٹھہرتا ہے ۔ غور کرو ۔ ایسا عقیدہ کہاں تک قابل پذیرائی ہو سکتا ہے ۔

نہ صرف یہی کہ دنیا کے قیام کے لئے گناہ کا ہونا ضروری اور لازمی قرار پاتا ہے ۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی بزرگان اسلاف کے ارواح کو شجر و حجر نباتات وغیرہ میں تقسیم کر کے پھر اُن سے ہر قسم کی خدمت گذاری کا کام لینا حقیقتاً یہ عقیدہ سوشل انتظام میں بہت کچھ گڑبڑ ڈالنے والا ہے

پیارو ! بتلاؤ وہ عقیدہ جس کے رو سے کروڑہا مخلوق گناہ کرے ۔ تو پھر کہیں جا کر اس دنیا کا کام چلے خدارا غور کرو کہ یہ عقیدہ کہاں تک قابل ستائش ہو سکتا ہے ؛

اب انسانی فطرت میں یہ خواہش رکھی گئی ہے ۔ کہ وہ دائمی سکھ یا دائمی نجات اور ابدی آرام یا ہمیشہ کے لئے مکتی کو تلاش کرے ۔ یہ ایک ایسی خواہش اور ایسا تقاضا ہے ۔ کہ جو روح کا خاصہ ہے ۔ اگر روح ازلی ہے پیارو ! یہ خاصہ بھی ازلی ہے ۔ تو کیا یہ روح کا ازلی خاصہ جسکا مطالبہ ہر آن اور ہر وقت روح میں بزور و شور پایا جاتا ہے ۔ آہ کیا روح کا یہ نیچرل مطالبہ کیا روح کی یہ حقیقی تڑپ کیا روح کی یہ جبلی خواہش کیا روح کی یہ سچی پیاس کیا روح کی یہ واقعی بلبلاہٹ خالی جائے گی ۔ کیا روح کو خدا کی درگاہ سے اس سردی راحت کی حقیقی خواہش اور سچی تڑپ اور جبلی بلبلاہٹ کے لئے کورا روکھا پھیکا اور خشک جواب دیا جائیگا ۔

آہ ! ہرگز ہرگز نہیں ۔ وہ رحمٰن ہے اور رحیم ہے اگر تناسخ کے عقیدہ تمند اُسے رحمٰن اور رحیم بھی مانیں تو بھی اس قدوس کی صفت عدل ہی اس امر کی سفارش کرے گی ۔ کہ روح کی یہ دائمی تڑپ ۔ اس کی جبلی بلبلاہٹ قدرتی لگن کو پورا کیا جائے ؛

پیارو ! یہ ایک واضح اور صاف بات ہے ۔ کہ جس جگہ سے ہمیں یہ امید ہو ۔ کہ صرف مزدوری کا معاوضہ ہی مجھے ملیگا ۔ تو پیارو ! ذرا غور کرو ۔ کیا اس مزدوری کے دینے والے کے لئے ہمارے دل میں فکرگذاری کا مادہ پیدا ہو سکتا ہے ۔ ہم نے مزدوری کی ۔ ہمیں اس کی اُجرت مل گئی ۔ اس میں ایشور کا کونسا احسان ۔

پیارو ! انسان خطاؤں کا پُتلا ہے ۔ بھول ۔ سہو خطا سے پاک نہیں ہو سکتا ۔ اگر ایشور بھول اور سہو کو صاف نہ کرے ۔ تو خدارا بتلاؤ ۔ کہ انسانی زندگی کسطرح ملیا میٹ ہو جائے ؛

اب ذرا غور کرو ۔ استاد اپنے شاگرد کو معافی دیتا ہے ۔ افسر اپنے ماتحت سے درگذر کرتا ہے ۔ حاکم اپنے محکوم سے چشم پوشی سے کام لیتا ہے ۔ اگر ماسٹر اپنے شاگرد کی ہر بات افسر اپنے ماتحت کے ہر فعل حاکم اپنے محکوم کے ہر امر پر نوٹس لینے لگے ۔ تو نہ صرف یہ کہ ماسٹر افسر حاکم کی زندگی تلخ ہو جائے ۔ بلکہ ان کے ماتحتوں وغیرہ کی زندگی بھی سخت مصیبت میں پڑ جائے ۔ پیارو ! جب اس خدا کی بنائی ہوئی مخلوق میں معافی دینے کا مادہ ہے ۔ تو کیا وہ خدا جس نے ان معافی دینے والوں کو بنایا

جس سے بڑھ کر نہ کوئی مہربان ہے نہ ہو سکتا ہے جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی ہمدرد اور غمگسار نہیں ہے۔ تمام بخششوں اور مہربانیوں تمام ذرہ نوازیوں تمام ہمدردیوں کا وہ منبع یا سرچشمہ ہے۔ تو کیا خدا انسان کی ہر ایک حرکت پر نوٹس لیگا۔ کیا معافی مانگنے پر جو یہ جبلی خواہش اور فطرتی امر انسان کے نیچر میں رکھا گیا۔ اسکو پورا نہیں کرے گا۔ جب اسکی پیدائی ہوئی مخلوق معافی مانگتی اور معافی دیتی ہے۔ تو کیا وہ خدا انسان کی تضرع اور عاجزی اور توبہ کرنے پر اسکو معافی نہیں دیگا۔ ضرور اور ضرور۔ کیونکہ وہ رحمٰن کیونکہ وہ رحیم کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اگر یہ بات نہ ہو۔ اور گناہ معاف ہی نہ ہو سکتے ہوں۔ تو دنیا میں انبیاء۔ رسل اور رشیوں اور نبیوں کا آنا بالکل بیفائدہ ٹھہرے۔

پیارو! اس فطرتی اظہار پر ذرا نظر کرو۔ کہ ایک وقت میں ہم کسی پر احسان کرتے ہیں۔ اور دوسرے وقت میں احسان نہیں کرتے۔ تو معلوم ہوا۔ احسان کرنا اور نہ کرنا دو متضاد چیزیں ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ احسان کرنا بالذاتی خاصہ اور خانہ زاد صفت نہیں ہے۔ بلکہ یہ بالعرض یکجہ یہ صفت لاحق ہوئی۔

آہ! پیارو! کیا بالعرض کے لئے مابہ الذات نہیں مانوگے۔ ضرور۔ ضرور۔ پس معلوم ہوا۔ کہ کسی جگہ احسان بالذات ضرور موجود ہے۔ تو پیارو! کیوں اُسے باری تعالیٰ کی ذات نہیں جانتے۔

پیارو! اس سے بھی بڑھ کر ایک امر بات قابل غور ہے۔ ہمارے آریہ دوست یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آدسرشٹی میں صرف مادہ۔ ارواح اور ایشور تھے۔ مادہ کی صفت سنگ ہمیشہ رہنے والا اور غیر مدرک ہے یعنی وہ اپنی ذات میں نہ تو نیکی کا جاذب ہے۔ اور نہ بدی کا۔ روح ہمیشہ رہنے والی اور ذی ادراک ہے ایشور ہمیشہ رہنے والا ذی ادراک اور ہمہ سرور ہے تو پیارو! جب روح اور مادہ کا باہمی ملاپ ہوتا ہے تو خدا را پہلے اس امر پر غور کرو۔ کہ گناہ کہاں سے آیا۔ جس کی پاداش میں اُسے طرح طرح کے مصائب گذرنا پڑا۔ اگر آپ یہ کہیں۔ کہ مادہ کی طرف سے۔ تو مادہ اپنی ذات میں غیر مدرک ہے۔ اگر کہیں روح کیطرف سے۔ تو پیارو! بتلاؤ۔ کیا گناہ کا کرنا روح کا ذاتی خاصہ ہے یا عارضہ۔ اگر آپ کہیں کہ ذاتی خاصہ تو ذاتی خاصہ کے پورا ہونے کے لئے گرفت کیوں کیا کبھی کسی نے آگ کو اس لئے سزا دی کہ یہ گرم کیوں ہے۔ کیا کبھی نے ہوا کو اس لئے سزا دی۔ کہ اس کے لگنے سے اجسام خاکی میں حرکت کیوں پیدا ہوتی ہے۔ کیا کبھی کسی نے پانی کو اس لئے سزا دی۔ کہ اس کے لگنے سے کپڑا یا برتن وغیرہ گیلا کیوں ہوتا ہے

پیارو! اگر آپ اسے روح کا ذاتی خاصہ مانو۔ تو اس کے اظہار کے لئے گرفت کیوں اور اگر آپ عارضہ مانیں۔ تو پیارو! عارضہ کی یہ تعریف کہ وہ ہمیشہ کے لئے نہیں رہا کرتا۔ تو پھر کیوں روح کو ہمیشہ کے لئے حریت کلی سے محروم کیا گیا۔ گناہ جس کی پاداش میں روح کو دائمی مکتی سے دور کیا وہ ایک عارضی شے ہے۔ مگر اس کے لئے دائمی محرومی گویا یہ سمجھو۔ کہ محدود فعل کے لئے غیر محدود سزا دینا یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اگر ہم آپ کی صفت عدل کو ہی زیر نظر رکھیں۔ تو بھی دائمی مکتی سے محروم رکھنا یہ عدل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فعل گناہ تو ایک عارضی چیز ہے۔ مگر اس کا نتیجہ ہمیشگی مکتی سے محرومی ایک دائمی شے ہے۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ محدود گناہ کے لئے غیر محدود سزا کا دینا یہ کہاں کا انصاف اور عدل ہے آہ آپکے صفت عدل اور انصاف کو لیکر بھی روح کو دائمی مکتی ملنی چاہیئے۔

اگر آپ ہمپر یہ اعتراض کریں۔ کہ آپ کے ہاں بھی اعمال محدود کی پاداش میں ابدالاباد کی مکتی کو تسلیم کیا گیا ہے۔ تو پیارو! ہم خدا کو صرف عادل ہی نہیں مانتے۔ بلکہ ساتھ ہی اس کے رحمٰن معافی دینے والا۔ توبہ قبول کرنے والا بھی تسلیم کرتے ہیں۔ تو گویا ہمارے اور آپ کی حالت میں دین و ایمان کا فرق ہے۔ اب ہمارا اختیار ہے کہ خواہ ہم ایسے رحیم و کریم ایشور پر ایمان لاویں۔ جو تضرع اور عاجزی کو قبول فرما کر گناہ بخشتا اور دائمی مکتی اور راحت عطا فرماتا ہے۔ خواہ ہم ایسے ایشور پر ایمان لاویں۔ جو باوجود شدید سے شدید تضرع اور عاجزی اور معافی مانگنے کے رتی بھر بھی گناہ نہیں بخشتا۔

اب ہم اپنی فطرت سلیمہ سے دریافت کریں۔ کہ وہ کس ایشور کو قبول کرنا چاہتی ہے۔ ع

با رسولاں بلاغ باشد و بس

KHILAFAT LIBRARY

نوٹ۔ نکات۔ رائیں

انجمن حمایت اسلام اور آریہ سماج

انجمن حمایت اسلام جو اپنے آپ کو پنجاب کے مسلمانوں کا قائمقام کہتی ہے۔ اس کے سالانہ جلسہ پر بڑے بڑے چیدہ لوگ موجود تھے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ فقط اردو عملے وغیرہ ملاکر کل چندہ کی میزان بصد مشکل بارہ ہزار تک پہنچی۔ دوسری طرف ذرا آریہ سماج کی طرف دیکھئے کہ خصار سماج میں جب ویدک پرچار یعنی اشاعت مذہب ویدک کے لئے اپیل کی گئی۔ تو تقریباً ۲۵ ہزار روپیہ وصول ہوا۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں میں اشاعت اسلام کے لئے کہاں تک جوش ہے۔ صرف یہی کہدینا کافی ہوگا۔ کہ قرآن کریم کے گورمکھی ترجمہ کی ضرورت اظہر من الشمس ہے۔ ترجمہ بہت کچھ تیار ہے بارہا بہی خواہان ملت کے سامنے اس اہم ترین سوال کو رکھا گیا۔ مگر کیا مجال کہ احساس نفس سے مس تو ہو جاویں۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا

مسلمانوں کے لئے کام کا میدان کسقدر وسیع ہے

کام بہت ہے مگر کرنے والے کا عدم۔ ایک معزز دوست نے یہ بتلایا۔ کہ ضلع میانوالی میں ایک شہدوں کا گروہ اس قسم کا ہے۔ جو کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا ہے۔ ضرورت ہے۔

کہ مسلمان ایسے فرقہ کی خبر لیں۔ وہ لوگ اسلام کے بہت قریب آئے ہوئے ہیں۔ ضرورت ہے ان کے کانوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے کی۔ معلوم نہیں کہ ہم کب تک ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہیں گے۔ سستی کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے۔ اگر چندے یہی صورت رہی تو پھر میدان ہاتھ سے نکل جاویگا ؛

KHILAFAT LIBRARY

ہندوؤں کی ایک کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مداح

ہمیں ایک معزز دوست کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ دیپالپور کی تحصیل کے ایک گاؤں میں ہندوؤں کے ہاں ایک گرنتھ ہے۔ جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو کل انبیاء علیہم السلام اور دیانند برخن کے سردار ہیں کی تعریف میں لیکچر ہے۔ اگر ایسے فرقہ میں اشاعت اسلام کی جائے تو کیا وجہ ہے کہ وہ قبول نہ کریں۔ مگر ضرورت ہے ہمت اور توجہ کی مگر ہمت اور توجہ کون کرے۔ اس جگہ اب تو آرام سے گذرتی ہے۔ عاقبت کی خدا جانے کا دور جاری ہے نام کو تو ہندوستان میں بہت سی ایسی انجمنیں ہیں۔ جو اپنے نام کے ساتھ اشاعت اسلام یا حمایت اسلام وغیرہ کے خطابات لگا کر اپنے آپ کو سجا رہی ہیں۔ مگر اشاعت اسلام کی طرف توجہ کسی کی بھی نہیں ہے۔ ایک بچاری احمدی مسلمی بھر جماعت کس کس طرف توجہ کرے۔ ولایت میں یہ مارویشس میں یہ۔ آسٹریلیا میں یہ۔ حقیقتاً احمدی جماعت اپنی طاقت سے باہر ہو کر کام کر رہی ہے جسطرح دیگر انجمنوں کے پاس روپیہ ہے۔ اگر ہماری انجمن کے پاس بھی ہو۔ تو یقیناً ہماری جماعت ہر ایک شہر کے گھر گھر میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر پہنچادے ؛

نکاح ثانی اور آریہ گزٹ

نکاح ثانی کے لئے آریہ گزٹ اپنے ہر ایک اشو میں کالم کے کالم سیاہ کر دیتا ہے بیشک عقد ثانی ایک عمدہ چیز ہے۔ جس سے دنیا بہشت کا نمونہ بن سکتی ہے۔ اور آریہ گزٹ کے ساتھ ہمیں بدل و جان اتفاق ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ جسطرف آریہ گزٹ لوگوں کو بلا رہا ہے۔ کیا آریہ دوستوں کی کتابوں اور ان کے مذہبی صحائف میں بھی عقد ثانی کا ذکر ہے۔ اگر ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ مگر جب اس نیک خیال کو لیکر ستیارتھ پرکاش کی ورق گردانی کرتے ہیں۔ تو ہماری خوشی کرکری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہاں ہم عقد ثانی کی ہدایت مطلقاً نہیں پاتے۔ بلکہ عقد ثانی کی تردید بزور ملتی ہے ؛

اب حیرانی کی بات یہ ہے کہ وہ امر جسکا ذکر آریہ گزٹ کے مذہبی صحائف میں مطلقاً نہیں ہے آریہ گزٹ کسطرح اور کیسے لوگوں کو اسطرف ہدایت کرتا ہے کیا آریہ گزٹ کا ایڈیٹر زبان حال سے اس امر کا اعتراف نہیں کر رہا۔ کہ ہم اپنے مذہبی احکام پر عمل کرنے سے معذور ہیں۔ اور باوجود مذہب اسلام سے سخت مخالفت کے بھی وہ اسلامی اصولوں کے سامنے سر خم کرنے کے لئے مجبور ہیں۔

اب آریہ گزٹ کا ایڈیٹر ہی بتلائے کہ اسلام اور آریہ مذہب میں سے کونسا مذہب قابل عمل ہے۔ وہ جسمیں عقد ثانی کی تردید ہے۔ یا وہ جس میں عقد ثانی کی تائید ہے۔ مگر کہتا خدا لگتی ؛

مباحثہ نواں شہر اور فتح مبین

آریہ صاحبان کے ساتھ جو ۲۱۔ مارچ کو خاکسار ایڈیٹر نور کا مباحثہ تھا۔ جس میں اللہ تعالےٰ نے اپنے محض فضل و کرم سے ہمیں فتح مبین عطا فرمائی۔ اور سردار بسنت سنگھ اور دیگر حضار مجلس نے مباحثہ کے خاتمہ پر عین پنڈال میں ہی یہ کہدیا۔ کہ مسلمان جیت گئے۔ خود آریہ سماج کے سکرٹری نے اس امر کا اعتراف کیا۔ کہ ہمارا پنڈت جواب نہیں دے سکا۔ اسی مباحثہ کا یہ اثر تھا کہ اللہ تعالےٰ نے ایک شخص کو بجیت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائی۔ اب اس مباحثہ کو کتابی صورت میں چھپایا گیا ہے۔ مباحثہ کیا ہے۔ سمجھو کہ آریہ مذہب کا ہو بہو عکس اور آریہ مذہب کی کل کتابوں کا بہترین خلاصہ ہے۔ جس میں کمال وضاحت اور صراحت سے آریہ سماج کے مسلمہ اصولوں اور ان کی کتابوں کے حوالجات سے اس امر کو آشکارہ کیا گیا ہے۔ کہ آریہ دھرم میں نجات نہیں ہے اور پھر یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ سوامی دیانند صاحب کی تحریر اور ویدوں کے حوالجات سے گوشت خوری ہر طرح جائز ہے۔ پھر ویدوں اور قرآن شریف کا مقابلہ نہایت احسن اور ابلغ طریقہ سے کرکے اس امر کو کمال وضاحت اور صراحت سے آشکارہ اور مبرہن کیا گیا ہے۔ کہ صرف قرآن شریف ہی قابل عمل کتاب ہے۔ جسپر چلکر انسان نجات اور مکتی کو حاصل کر سکتا ہے۔ مقابلہ اس لطیف اور محققانہ رنگ میں کیا گیا ہے۔ کہ سننے والے خدا کے فضل سے دنگ رہ گئے۔ پھر نکاح ثانی اور نیوگ کا مقابلہ کرکے خود آریہ صاحبان کی شہادتوں سے اس امر کو آشکارہ اور مبرہن کیا گیا ہے۔ کہ نکاح ثانی عین فطرت کے مطابق ہے۔ اور نیوگ ناقابل عمل ہے۔ غرضیکہ یہ مباحثہ اسلامی خوبیوں سے ہر طرح لبریز ہے۔ اس کی خوبیوں کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی۔ کہ خود آریہ سماج کے سکرٹری نے اس امر کا اعلان کیا۔ کہ ہمارا پنڈت جواب نہیں دے سکا۔ سردار بسنت سنگھ اور دیگر حضار مجلس غیر مسلم احباب نے عین پنڈال میں علی الاعلان کہدیا۔ کہ آریہ پنڈت جواب نہیں دے سکا ؛

اس مباحثہ کو سنکر اللہ تعالےٰ نے لوگوں کو بجیت سلسلہ حقہ میں شامل ہونے کی توفیق دی ؛

غرضیکہ یہ بے نظیر مباحثہ ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہونا ضروری ہے۔ $\frac{18 \times 22}{8}$ کے ۶۰ صفحات پر ختم ہے۔ قیمت صرف ۴ ۔ ملنے کا پتہ دفتر نور قادیان

حضرت مسیح موعود کا ذکر گرنتھ اور جنم ساکھی میں یہ اردو کا آٹھ صفحہ کا ٹریکٹ خاکسار نے پچھلی گرمیوں میں لکھا تھا۔ اب اسکا گورمکھی میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب یہ ٹریکٹ چھپنے کے لئے گورمکھی مطبع میں بھیجا جائیگا۔ احباب اسکی جسقدر کاپیاں خرید کر سکھ صاحبان میں تقسیم کرنا چاہیں۔ مجھے جلد اطلاع دیں۔

خاوند زینب ۱۱ اصحاب الگست پر درخواست گھوڑا

KHILAFAT LIBRARY

بخدمت برادران احمدیہ و سکرٹری صاحبان انجمن ہائے احمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ باوجود کئی قسم کے مشکلات کے سلسلہ احمدیہ کے تمام کام ہر رنگ میں ترقی کر رہے ہیں۔ مگر سلسلہ کی ترقی کے ساتھ اخراجات بھی ترقی پر ہیں۔ اسلئے روپیہ کی سخت ضرورت پیش آتی ہے۔ اس لئے تمام احمدی بھائیوں کی خدمت میں نہایت زور سے اپیل کی جاتی ہے۔ کہ وہ بردو اسبعود یعنی صدر انجمن احمدیہ اور انجمن ترقی اسلام کے چندوں کی طرف فوری توجہ فرمادیں۔ کیونکہ کافی روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے منتظمین کو سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور سلسلہ کے کام رک نہیں سکتے۔ مبلغین کو دور دور مقامات پر بھیجنا پڑتا ہے۔ بعض اضلاع میں مستقل مبلغ مقرر ہیں۔ صدر انجمن کے مختلف صیغوں کا سات آٹھ ہزار کا متقل ماہوار خرچ ہے۔ کئی ساکین کو وظیفے دیکر مدرسہ احمدیہ و ہائی سکول و دارالشیوخ وغیرہ میں تعلیم دی جاتی ہے۔ کئی یتامیٰ کی پرورش کی جاتی ہے۔ کئی بیواؤں کی امداد کرنی پڑتی ہے۔ دور دور مقامات سے مثلاً بنگال۔ مالابار۔ افغانستان سے لوگ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے قادیان میں آتے ہیں۔ کثرت سے مہمانوں کی آمد و رفت ہے۔ ان کی مہمان نوازی کے اخراجات ہیں۔ مختلف ٹریکٹ عام اشاعت کے لئے شائع کرنے پڑتے ہیں۔

غرض بے شمار قسم کے اخراجات ہیں۔ جن کا ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر ان ضروری و لابدی اخراجات کے لئے جسقدر روپے کی ضرورت ہے۔ اسقدر آمد نہیں اور یہ اخراجات چل نہیں سکتے۔ جب تک ہماری جماعت پوری توجہ سے اس امر میں اپنے فرض کو ادا نہ کرے۔

پس کم از کم ہر ایک احمدی کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ان اخراجات کو ایسا ہی ضروری سمجھے جیسا کہ وہ اپنے گھر کے اخراجات کو ضروری سمجھتا ہے۔ اور ان کے لئے اُسکو ایسا ہی فکر کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ وہ اپنے اخراجات کے لئے فکر کرتا ہے۔ اس امر کی طرف تمام احمدیوں کی عموماً اور سکرٹری صاحبان کی خصوصاً توجہ کراتا ہوں۔ کہ بہت کوشش سے روپیہ جمع کر کے قادیان میں بھیجیں۔ اللہ تعالےٰ آپ صاحبان کو اس امر کا اجر عظیم عطا فرمائیگا۔ میرے ان چند الفاظ کو آپ معمولی نظر سے نہ دیکھیں۔ بلکہ یہ سمجھیں کہ سخت اور ضروری ضرورت کی وجہ سے یہ اپیل آپ صاحبان کی خدمت میں کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق بخشے۔ کہ آپ اس دینی خدمت میں ایسے صدق اور اخلاص سے پورا کریں۔ کہ خدا اس کو دیکھ کر تمپر راضی ہو جاوے۔ بعض احباب اور انجمنوں کے نام ایک خاص رقم معین کر کے ان کو اطلاع دیگئی تھی۔ ایسے احباب اور انجمنوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ اگر ابھی آپ نے وہ بقیہ رقم ادا نہیں کی۔ تو اسکی طرف بھی توجہ فرمادیں۔

نیز یہ بھی یاد رہے۔ کہ جو روپیہ بھیجا جاوے اس میں یہ تعیین ضرور کی جاوے۔ کہ اس میں صدر انجمن کا چندہ کسقدر ہے۔ اور ترقی اسلام کا کسقدر۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد ہے۔ کہ اس چندہ کے علاوہ جو احباب صدر انجمن احمدیہ کے لئے دیتے ہیں۔ ہر ایک صاحب ایک پیسہ فی روپیہ کے حساب سے اور زمیندار احباب ایک سیر فی من کے حساب سے ترقی اسلام کے لئے باقاعدہ چندہ دیا کریں۔ پس اس امر کا بھی احباب نوٹ کر لیں۔ اور اس کے مطابق تعمیل فرمادیں۔ اللہ تعالےٰ آپ صاحبان کے دلوں میں موجودہ سخت ضروریات کا احساس پیدا کرے۔ اور اس راہ میں اپنے مال کی قربانی کی توفیق بخشے۔ آمین

نیز احباب ہر دو انجمنوں کی امداد اس طرح بھی کر سکتے ہیں۔ کہ مدرسہ احمدیہ و ہائی سکول میں اپنے لڑکے پڑھنے کے لئے بھیجیں۔ قرآن شریف انگریزی۔ اردو و ریویو۔ اردو و انگریزی کی اشاعت اور خریداریاں امداد دیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

یہ چٹھی سکرٹریان صاحبان احباب کو جمع کر کے سنا دیں اور چندہ کی ادائیگی کے لئے کوشش فرمادیں۔

(مولوی) شیر علی (صاحب) اسسٹنٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ و سکرٹری ترقی اسلام قادیان۔

اردو ہندی کا جھگڑا

آریہ گزٹ نے اپنے ۱۶ باکھ کے پرچہ میں اس امر کا بہت کچھ اظہار کیا ہے۔ کہ اردو کی بجائے ہندی کا رواج ہونا چاہئے۔ آریہ گزٹ کی یہ تعلی کہاں تک اپنے اندر صداقت کی جھلک رکھتی ہے۔ سو اسکے لئے یہی کہہ دینا کافی ہوگا۔ کہ باوجود آئے دن اردو کی مخالفت میں کالم کے کالم سیاہ کرنے کے آریہ گزٹ پھر بھی بجائے ہندی کے اردو میں ہی نکلتا ہے۔ اردو کے لباس میں اردو کی مخالفت یہ صرف آریہ گزٹ کے ایڈیٹر کا ہی حصہ ہے۔ اصول یہ چاہتا ہے کہ آریہ گزٹ کا ایڈیٹر پہلے آریہ گزٹ کو اردو کی بجائے ہندی میں کرے۔ اور پھر اردو کی مخالفت کرے۔ ورنہ جس حد قصے کو سایہ میں بیٹھنا اسی کی جڑوں پر کلہاڑا رکھنا یہ قوت مردانگی سے بعید ہے۔

کیا آپ نور کی توسیع اشاعت کے سوال کو بھول گئے؟

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے پیاری اسلام کی بجا آوری خدمت پر کمربستہ ہے وہ یقیناً اپنی نظیر آپ ہی ہے تمام ہندوستان میں نور ہی ایک ایسا اخبار ہے جو کمال تندہی اور جان فروشی سے مکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم ترین فرض کو کماحقہ بجا لا رہا ہے۔ چراغ لیکر تلاش کرو دنیا کے تختہ پر کہیں ایسا مجاہد پرچہ نہیں پاؤ گے۔ دوست تو دوست خود دشمن بھی اس پرچہ کی خوبیوں کے معترف ہیں۔ چنانچہ مکھوں کے متعلق مضامین کو آریہ اخبارات نے اور آریوں کے متعلق مضامین کو مکھوں نے اپنے اخبارات میں بکمال اشتیاق درج کیا جو نور کی قبولیت کی ایک صحیح اور بین دلیل ہے۔ مگر افسوس کہ نور ایسے مجاہد پرچہ کی توسیع اشاعت سے آپ بالکل بے پرواہ ہیں۔ کچھ عرصہ سے نور کی اشاعت بالکل رکی ہوئی ہے۔ نور کے وہ کونسے خریدار ہونگے جن کے ایک دو دوست نہوں۔ اور پھر وہ کونسے

نور قادیان کی ضرورت اور اس کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ دلانے کے لئے یہ مضمون شائع کیا گیا ہے۔ ایڈیٹر

KHILAFAT LIBRARY

سکھ ایجوکیشنل کانفرنس کے متعلق

سکھ ایجوکیشنل کی ریسپشن کمیٹی کے خاکسار ایڈیٹر نور کو بھی مدعو کیا۔ میں اور معزز دوست اسسٹنٹ عبدالرحیم صاحب سکھ کانفرنس میں شامل ہوئے۔ تقریباً دس ہزار کی حاضری تھی۔ جن میں تین ہزار کے قریب مستورات ہونگی۔ آغاز جلسہ سردار رگھبیر سنگھ صاحب صدر استقبالیہ کمیٹی کے تقریر سے شروع ہوا جسمیں انھوں نے اجمالی تاریخی حالت بتلاتے ہوئے موجودہ جنگ میں سکھ صاحبان کی خدمات کا ذکر کیا۔ بعد ازاں سردار کرتار سنگھ صاحب بی۔ اے۔ صدر نشین نے اپنے پریزیڈنشل ایڈریس کو پڑھنا شروع کیا۔ سردار صاحب جسقدر عالم و فاضل تھے اسی قدر حلیم طبع اور غریب مزاج تھے۔ سردار صاحب کا ایڈریس عالمانہ تھا۔ ایڈریس ٹھیٹھ پنجابی میں تھا۔ مگر اصل مسودہ جو سردار صاحب کے ہاتھ میں تھا وہ اردو حروف میں تھا۔ سردار صاحب نے اپنی تقریر میں سکھوں کی تعلیمی حالت اور ضروریات پر مفصل اور مشرح بحث کی۔ سردار صاحب نے اپنی تقریر کے آخری حصہ کو جسمیں اردو اور گورمکھی کا مقابلہ کیا گیا تھا۔ پڑھنے سے ہی نظر انداز فرما دیا۔ اس کے بعد بھائی سمپورن سنگھ صاحب کا لکچر ہوا۔ جسمیں قدیمی ہندو فلاسفی اور سکھ فلاسفی کے مقابلہ کے بعد سکھ فلاسفی کو سراہا گیا۔

اس کے بعد سردار سندر سنگھ صاحب نے اظہار وفاداری کے بعد کہا کہ جناب کمانڈر انچیف کو لکھا جاوے۔ کہ جہاں جہاں سکھ صاحبان جنگ میں لڑ رہے ہیں۔ انہیں ہماری طرف سے مبارکباد دیجاوے۔ بعد ازاں مسٹر داون پرنسپل خالصہ کالج کے لوگوں کو درشن کرائے گئے۔ جنھوں نے "واہگورو جیکا خالصہ سری واہگورو جی کی فتح" کہکر ناظرین کی خوشی کو چار چاند لگا دیئے۔ اس کے بعد سنت عطر سنگھ صاحب جو بزرگ اور نیک نفس ہونے کی وجہ سے حقیقتاً سب کے لئے احترام کا جا ہیں نے ایک شبد۔ اوّل اللہ نور ہیا قدرت کے سبھ بندے "اک نور تھیں سب جگ اوپجیا" پڑھا۔ شبد کیا تھا۔ سمجھو کہ ایک بجلی کی رو تھی۔ جس نے اپنے اثر سے ہر ایک کے رونگٹے کھڑے کر دیئے۔

اس کے بعد لاہور اور فیروز پور کینیا مہادیالہ کی لڑکیوں کی دستکاریاں حاضرین کو بتلائی گئیں۔ خصوصاً دہ آسن (نمایچہ) جو کینیا مہادیالہ فیروز پور کی طرف سے نشہ زکے پیش کیا گیا۔ وہ دستکاری کا نہایت عمدہ نمونہ تھا۔

اسکے بعد بھائی ہیرا سنگھ راگی کی طرف سے اپیل شروع ہوئی۔ بھائی ہیرا سنگھ کے الفاظ با اثر تھے۔ تقریباً ۲۳ ہزار کے چندہ جمع ہوا۔ فیس داخلہ وغیرہ کا چندہ الگ۔ کل مجموعہ ساٹھ ہزار کے قریب بتلایا جاتا ہے۔

پہلے دن کے جلسہ کے بعد ۵ بجے کے قریب پنڈال میں جو وسیع اور عالیشان شامیانہ تھا۔ وہ آندھی کے جھونکوں سے گر پڑا۔ جس اتفاق سے اس وقت پنڈال میں آدمی بہت ہی کم تھے۔ صرف ایک شخص بھائی حضور سنگھ صاحب کے بازو پر کچھ چوٹ آئی۔ باقی خیر گذری۔

دوسرے دن ۲۳ اپریل کو بھائی ہیرا سنگھ گیانی کا لکچر ہوا۔ فیروز پور کینیا مہادیالہ اور کپورتھلہ دیالگی لڑکیوں نے بھجن سنائے۔ بعد ازاں بھائی جودھ سنگھ صاحب لکچر ایم۔ اے کا لکچر ہوا۔ اگرچہ بھائی صاحب کے لکچر نے زیادہ سے زیادہ بیس منٹ کا وقت لیا ہوگا۔ مگر اپنی قلم و قوت کی مثال بھائی صاحب کے لکچر پر ہی صادق آتی تھی۔ اگر ایڈیٹر تو یہ کہے۔ کہ مجھے پنڈال کے سب لکچروں میں صرف بھائی جودھ سنگھ صاحب کے لکچر کا مضا آیا۔ تو بے جا نہ ہوگا۔

اس کے بعد تعلیم خلاف امرتسر کے بھجنیکوں نے "دھرت سوہنی" ایسا شبد پڑھا۔ بعد ازاں سنت مئی سنگھ صاحب نے پریم میں ڈوبا ہوا شبد

"لگی ہے گورا دی تا تگ کوئی آن ملاوے"۔ اخیر پڑھا جس نے حاضرین پر ایک وجد کا عالم طاری کر دیا۔ پھر اس کے بعد پروفیسر تیجا سنگھ صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی نے اپنی شعر محبت میں ڈوبا ہوا ایک شبد پڑھا اور ست نام واہگورو اکال پرکھ تو نہی ہیں۔ کی بھارتی نساما اور رجال کو دی۔

سنت تیجا سنگھ صاحب حد سے زیادہ سادہ تھے چنانچہ اسی بناء پر ایک سکھ ہمصر کے سوٹڈ بوٹڈ ہیڈ نے کہا۔ کہ ہمارا ایم۔ اے دیکھا ہے۔

اس کے بعد مختلف ریزولیوشن پاس ہوئے۔ کل ریزولیوشن ۸ تھے۔ جن میں سے صرف ۸ پاس ہوئے۔ شاید باقی ۲ بقیہ وقت میں پاس ہوئے ہوں

سکھ صاحبان کی پریم بھگتی قابل قدر تھی۔ کسی جلسہ میں دس ہزار کی حاضری دیکھنا۔ ایڈیٹر نور کے لئے یہ پہلا موقعہ تھا۔ جلسہ میں بعض باتیں بہت کچھ اصلاح کو چاہتی تھیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ میں کسی دوسرے موقع پر ان کا ذکر کروں گا۔

بھائی رام سنگھ صاحب کی نو سالہ لڑکی جس نے پیسہ پیسہ مانگ کر مبلغ ۱۹۱۵ء ۵۰ روپیہ جمع کئے تھے وہ ایک صندوقچی میں بند کر کے پیش کئے گئے۔ درحقیقت ایک ننھی سی لڑکی کا اپنے مذہب اور قوم کے ساتھ یہ پیار نہ صرف قابل قدر بلکہ قابل رشک تھا اسی طرح بھائی عطر سنگھ صاحب کے دس سالہ لڑکے نے مبلغ پانصد روپیہ پیش کیا۔

تعلیمی کانفرنس سب بہی خواہان علم کے لئے ایک مشترکہ کام ہے۔ مگر ہم نے اس امر کو کمال حیرانی اور تعجب سے سنا۔ کہ ایک ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے بھائی سنت سنگھ لدھڑی نے بلا وجہ اور بلا سبب "ماریا نور نگاتر کڑا" کا آوازہ کسکر مسلمانوں کے احساس کو صدمہ پہنچایا۔ اور یہ صرف ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ معقول پسند سکھ صاحبان نے بھی اسکو برا منایا۔ چنانچہ خالصہ اخبار کا اچھا ایڈیٹر لکھتا ہے کہ اکیسویں ریزولیوشن کے بعد بھائی سنت سنگھ صاحب چونے والے مدرسہ کو ٹھاکر کے بے موقع اور غیر موزوں تک بندی ماریا نور نگاتر کڑا کا الاپ کر کے ایجوکیشنل کمیٹی کے احتمام کا ابتکاپن ثابت کیا۔ امید کہ آئندہ احتیاط کی جائے گی۔

اصلی ممیرا اور ممیرکا سرمہ

اصلی میرا اور میرکا سرمہ کا اعلان عرصہ دراز سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب کا بنایا ہوا ہے۔ آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا۔ کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑدال۔ میل۔ سرخی اور ابتدائے موتیابند اور دیگر امراض چشم کے لئے بسیار مفید ہے۔ قیمت سرا علی عمار قسم دوم عہ رتی تولہ۔ اصلی ممیرا قیمت عمار نوکیب استعمالی ممیرا تھپر پر رگڑ کر یا سرکہ کے باریک پیس کر آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ یہ سرمہ جبکی آنکھیں گرمی میں دکھتی ہوں اس کے لئے مفید ہے ؛

سرت سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے۔ جسکی عبارت یہ ہے۔ مقوی جمیع اعضا نافع مرع شہی طعام قاطع بلغم اورياح بواسیر جذام استقاء زردی رنگ و تنگی نفس دق و سخونیت دنبہ بلغم و قاتل کرم شکم مقت شگ گردہ و مثانہ و سلسل البول دیبان منی دیبوست درد مفاصل وغیرہ وغیرہ کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ تخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ قسم اول عہ قسم دوم ۸ رتی تولہ۔

کلاہ اور لنگیاں ہر قسم

لنگیاں شہدی۔ پشاوری۔ اور یادامی۔ سیاہ سفید۔ ماشی ریشمی سوتی۔ ٹسری صافے اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں ؛

KHILAFAT LIBRARY

احمد نور کابلی۔ مہاجر سوداگر قادیان

نئی ایجاد سیویوں کی مشین

پہلی مشینوں کی طرح ڈٹ نکالکر میدہ ڈالنا نہیں پڑتا بلکہ اس کے باہر سے میدہ دیتے اور ہنڈل پھیرتے جاؤ ایک گھنٹہ کے اندر دو سیر میدہ کی سیویاں بن جاتی ہیں۔ اور جو ان سے بچہ تک بآسانی چلا سکتا ہے۔ بدیں خیال کہ امیر غریب سب ہماری ایجاد سے فائدہ اٹھائیں قیمت بھی بہت تھوڑی یعنی صرف عہ علاوہ محصول ڈاک رکھی ہے۔ ست صرف ایک سیر ؛ سیاہ قیمت عہ۔ سفید تلعی شدہ۔ عمار موٹی اور باریک دو چھلنیاں اور پرچی ترکیب ہمراہ ارسال ہوگی۔ تاجروں کے واسطے خاص رعایت ہے ؛

ونٹ۔ خریدار اپنا پتہ صاف لکھیں ؛

مستری فضل کریم احمدی قادیان (گورداسپور)

طاقت بڑھانیوالا پھل

کولا ٹانک افریقہ کا ایک نہایت قوت دینے والا پھل ہے زیادہ فکر یا محنت کیوجہ سے یا غم و بیماری و تبدیلی آب و ہوا کے سبب بدن کمزور ہو گیا ہو۔ تو اسکو استعمال کیجئے نئی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ دم کو بڑھاتا ہے۔ اسلئے گھوڑے کی سواری پہاڑ کی چڑھائی کشتی کشرت ناچ گانا پڑھنا پڑھانا وغیرہ کاموں میں پہلے اس کو استعمال کرنے سے دم نہیں پھولتا۔ ہول دل و ہڑکن کو روکتا ہے۔ رات کو جاگتا ہو۔ اسکو پی لیجئے نیند نہیں ہوگا۔ یہ شراب اور افیون کی عادت کو چھوڑاتا ہے۔ مفصل حالت کی فہرست بلا قیمت منگوا کر دیکھئے۔ قیمت ۳۲ خوراک کی شیشی ایکبر چہ یہ محصول ڈاک ۵ ر

ادویات ہر جگہ دوکانداروں اور ڈاکٹروں یا دوافروشوں سے مل سکتی ہیں۔ ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے ؛

ڈاکٹر برمن کا جوہر پیپرمنٹ

یہ غالباً سبھی لوگ جانتے ہیں کہ معمولی درد شکم میں جوہر پیپرمنٹ کو استعمال کیا کرتے ہیں۔ مگر بازار کے جوہر میں دوسری چیزیں ملی ہوتی ہیں۔ اسلئے وہ پورا نفع نہیں کرتا ہے۔ یہ جوہر جاپان کے ایک مشہور کارخانہ سے تیار کرا کے منگایا گیا ہے اسلئے آدھے چاول کے برابر پان میں رکھ کر کھائیے منہ کی بدبو پیٹ کا درد اور ریاح وغیرہ کو دور کردیگا۔ تیل میں ملا کر کنپٹی میں لگانے سے دوسر کے لئے بھی مفید ہے۔

قیمت فی شیشی ۶ ر۔ محصول ڈاک وغیرہ ۵ ر

ادویات ہر جگہ دوکانداروں و دوافروشوں سے مل سکتی ہیں۔ ورنہ کارخانہ سے طلب کیجئے ؛

نوٹ:۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری ۱۹۱۶ء کی دس شریف لکھے پڑھے آدمیوں کے نام و پتہ لکھنے پر مفت بھیجی جاتی ہے ؛

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

سچے کو ہمیشہ راحت ہے

طلائے زدین کا استعمال ہر طرح سے نافع ہے بہت سے لوگ اس سے مستفیض ہو چکے ہیں۔ یہ بیش بہا طلا ہم آزمایشاً ہائے شیشی صرف ۸ ر کو دیتے ہیں ؛ معجون طلسمی اس کے استعمال سے ہر قسم کی کمزوری دور ہو کر اعلیٰ قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور جسم توانا ہو جاتا ہے۔ قیمت فی بکس عہ ر طلا و طلسمی یہ کمزوری دور کرنے کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ خواہ کسی باعث سے ہو اعصاب وغیرہ اس کے استعمال سے طاقتور ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی شیشی عہ ر۔

سرمہ سلیمانی۔ اسکے استعمال سے دھند جالا پھولا ضعف ابصار موتیابند وغیرہ دور ہو جاتا ہے قیمت فی تولہ ۸ ر۔

سنون دندان۔ دانتوں اور مسوڑوں کی بیماریوں کو رفع کرنیوالا دانتوں کو مثل گوہر آبدار بنانے والا قیمت فی بکس ۴ ر۔

حکیم محمد حسین ولد سرفراز حسین مالک شفاخانہ احمدیہ
بلب گڈھ (دہلی)

ویدک یونانی ڈاکٹری کا نچوڑ

نام امراض جو امرت دھارا دور کرتی ہے

ہر قسم کی دردِ سر۔ کھانسی۔ دمہ۔ ذات الجنب۔ نمونیا۔ پیٹ درد۔ نزلہ۔ زکام۔ ہیضہ۔ بدہضمی۔ اپچی۔ اپھارہ۔ دردِ زہ۔ قولنج۔ اسہال۔ پیچش۔ قراقر معدہ وغیرہ کل امراض معدہ۔ قے۔ مرگی۔ دردِ دانت۔ دانتوں کو پانی لگنا۔ خون یا مسوڑھاں وغیرہ کل امراض دانت۔ درد کان۔ زخم کان۔ کرم و دم گوش۔ بہرہ پن وغیرہ کل امراض گلا۔ ناک۔ چھینک۔ بدبوئے بینی وغیرہ کل امراض ناک۔ درد چشم۔ دھند۔ جالا وغیرہ امراض آنکھ۔ پھوڑا پھنسی۔ ہر قسم کا زخم۔ ران کا لاسنا۔ داد۔ چنبل۔ بھڑ۔ بھی۔ بچھو۔ سانپ۔ باولا کتا چوہا وغیرہ کا ڈنگ۔ بنکاہ۔ ہر قسم سوزاک۔ آتشک۔ گلٹیاں۔ بواسیر و مقاعد۔ ورم۔ تمام درد اندرونی و بیرونی۔ چوٹ بواسیر۔ کمزوری دماغ۔ طاعون۔ سِل۔ تپ دق۔ پرسوت۔ امراض دِل۔ امراض جگر۔ بائی گولا۔ یرقان۔ احتباس حیض۔ جنازیر امراض بچگان۔ بخیر۔ سوج زبان۔ منہ کا پکنا۔ سوج لب۔ درد دانت۔ گلے پڑنا۔ آواز بیٹھنا۔ نیچے یا اوپر سے خون جانا۔ سوج۔ پھوڑہ پستان۔ ورم طحال وغیرہ۔ امراض تلی۔ خروج معدہ۔ بھگندر۔ درد گردہ و مثانہ۔ زخم کا پھولنا۔ وغیرہ امراض زناں۔ ریگمن باؤ۔ پنڈلی کا پھولنا۔ پتی خارش خشک و تر۔ چھپاکی۔ کثرت پسینہ۔ تیزاب وغیرہ سے جلنا وغیرہ وغیرہ امراض کو حب موقع کھانے دینے سے دور کرتی ہے۔ ۔ ۔ فیصدی تو فوراً آرام امرت دھارا شروع ہوتا ہے دردِ پیاسی رک تو ضرور جاتی ہے۔

ایک نفع رسان اپنی قسم کی پہلی ایجاد

دِل و جان سے مدت تک محنت کرنے اور شرق و غرب کی طبوں کے چیدہ اصولوں سے فایدہ اٹھانے کے بعد مالک کل رحیم کے فضل نے

کومی و نود بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وید

کو اس قابل کیا کہ وہ خلق اللہ کی تکالیف رفع کرنے کے واسطے ایک ایسی دوائی تیار کریں جو اکیلی ہی تقریباً تمام امراض کا جو گھر و نیں موڑھوں بچوں جوانوں مردوں یا عورتوں کو ہوتی رہتی ہیں حکمی علاج ثابت ہوئی

امرت دھارا

رجسٹرڈ (رجسٹرڈ)

واقعی اپنی قسم کی پہلی ایجاد ہے۔ اسکی خوبی اس سے بڑھکر اور کیا تعریف ہو سکتی ہے کہ جگہ جگہ لوگ اس کی نقلیں بنانے کی کوشش میں ہیں۔ قدم قدم پر لوگوں کو امرت دھارا کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کسی کو کوئی تکلیف ہو جھٹ امرت دھارا منہ سے نکلتی ہے جس گھر میں یہ موجود ہے ایک لایق وید موجود ہے لکھوکھا بندگان خدا اس ایجاد سے فایدہ اٹھا چکے ہیں۔ آپ بھی فوراً اس کو منگوایئے۔ اور کرشمہ دیکھیئے۔

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (محصول) نصف شیشی (عہ)

منونہ صرف آٹھ آنے (۸ر)

مفصل حالات کیواسطے رسالہ امرت مفت طلب کریں۔

احتیاط

امرت دھارا کا اسقدر نام دیکھکر بہت سے اشتہار بازوں کے منہ میں پانی بھر آیا ہے اور مختلف نام رکھکر اپنی ادویات مشتہر کر رہے ہیں۔ سمجھ جائیے کہ امرت دھارا ایسی ایجاد ہے اسکے کل اجزا کے سوائے سیرے اور کوئی نہیں جانتا ہے یہ بے شمار خطوط موجود ہیں کہ ایسے اشتہاروں سے دوائی منگا کر لوگوں نے دھوکہ کھایا۔ اسواسطے دھوکے میں نہ پھنسیں اور کبھی کوئی دوائی اس قسم کی بجائے امرت دھارا کے نہ خریدیں ایسے خطوط کی آیندہ نہ لکھیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ امرت کے ساتھ لوگوں کو خاص محبت ہو گئی ہے اسواسطے اشتہار باز اپنی دوائی کیساتھ کسی نہ کسی طرح لفظ امرت کو ملانا چاہتے ہیں پس صرف لفظ امرت پر نہ بھولیں بلکہ امرت دھارا اس سلسلہ نام کو دوائی کیواسطے اپنی طرح یاد رکھیں اگر کمی قیمت کے خیال سے نقل خریدی ہے تو آپ ہمیشہ اسکی نقل اب حیات ۱۲ ایر شیشی پر منگواتے ہیں

مینیجر امرت دھارا دواشفا خانہ۔ امرت دھارا بلڈنگس۔ امرت دھارا اسٹریٹ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

(برانچ ۵)

KHILAFAT LIBRARY